فیصل آباد کے مدارس میں دو دن

ابن الحسن عباسی

گذشتہ دو سال سے کراچی سے باہر کسی لمبے سفر کا موقع نہیں ملا تھا، کراچی اس وقت اسلامی علوم کی رونقوں کا مرکز ہے اور دنیا کا کوئی دوسرا شہر اس حوالے سے اس کی ہم سری نہیں کر سکتا۔ مختلف ادوار میں عالم اسلام کے کئی شہروں کو اسلامی علوم کی مرکزیت کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ بغداد، قرطبہ، سمرقند، بخارا، ٹھٹھہ، دلی و دیوبند...... عالم اسلام کے بیسیوں اس طرح کے شہر ہیں جو کبھی علماء اور محدثین کی محفلوں سے آباد رہے، طلب علم کے آبلہ پا قافلے وہاں کا رُخ کرتے اور حسین یادوں کی دنیا بسا کر اپنے وطن کی طرف لوٹ آتے، پھر مرور زمانہ سے وہ محفلیں اجڑنا شروع ہوتیں اور ان شہروں کی رونقیں آزردہ موسموں کی یوں نذر ہو جاتیں کہ صرف اس کے مٹے ہوئے نشانات ہی باقی رہ جاتے بتا تا باغباں رو رو کر یہاں غنچہ، یہاں گل تھا۔ صرف شہر ہی نہیں، خود انسانی زندگی میں عروج و زوال اور اقبال و ادبار کا یہ ہمہ گیر فلسفہ کارفرما ہے...... کراچی اس وقت اسلامی علوم کے مرکز ہونے کے باوجود آب وہوا اور صحت کے نقطۂ نظر سے کوئی قابل رشک شہر نہیں۔ فضا میں نمی اور آلودگی رہتی ہے اور درخت لگانے کا کوئی منصوبہ آج تک کامیاب نہیں ہو سکا، اس لیے وہاں رہنے والوں کے دل میں کبھی کبھار باہر نکل کر قدرتی مناظر دیکھنے اور آب و ہوا کی تبدیلی کی آرزو رہتی ہے۔

چند دن پہلے فیصل آباد سے مولانا حفظ الرحمٰن بنوری صاحب کا فون آیا کہ وہ اپنے ادارے کے تحت مدرسۃ البنات کا افتتاح کر رہے ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ کراچی سے میں اس افتتاحی مجلس میں شرکت کروں۔ فیصل آباد سے پہلے بھی دعوتیں ملتی رہی ہیں لیکن جانے کا موقع نہیں ملا، مولانا کی پُر محبت اصرار اور وہاں کے مدارس دیکھنے کے شوق میں، میں نے یہ دعوت قبول کی، پروگرام کا عنوان انھوں نے ''دعوت و عزیمت'' رکھا تھا۔ جس میں شہر اور قرب و جوار کے بزرگ علماء بھی مدعو تھے۔ ۱۳ مئی ۲۰۰۴ء، شب جمعہ کو جب میں وہاں پہنچا تو کئی مدارس کے منتظمین اور اساتذہ ملنے تشریف لائے اور ہمارے میزبان کے مشورے سے اگلے دن مختلف مدارس میں انھوں نے جانے کی ترتیب بنائی۔

مولانا حفظ الرحمٰن بنوری مشہور عالم مولانا عبدالرحمٰن کے صاحبزادے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب تبلیغی جماعت کے بزرگوں میں سے تھے اور جماعت کے اجتماعات میں بیانات کی نظم و ترتیب کی ذمہ داری ان ہی کی ہوا کرتی تھی، انھوں نے جامعہ عبداللہ بن مسعود کے نام سے نواز ٹاؤن سرگودھا روڈ فیصل آباد میں ۶ جون ۱۹۹۴ء کو مدرسہ کی بنیاد رکھی، ان کی وفات گیارہ جون ۲۰۰۱ء کو ہوئی، ان کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری ان کے صاحبزادے

مولانا حفظ الرحمٰن نے سنبھالی ہے۔ مدرسہ میں حفظ اور کتب دونوں شعبے ہیں، جگہ کی کمی کی وجہ سے طلبہ کی محدود تعداد رکھی جاتی ہے۔ اب انھوں نے ایک الگ جگہ لے کر مدرسہ البنات کا افتتاح کیا ہے اور یہ پروگرام اسی کے لیے رکھا گیا تھا۔

مولانا حفظ الرحمٰن کو اللہ تعالیٰ نے وصف استغناء سے نوازا ہے۔ رمضان میں کسی واسطے سے ایک صاحب خیر کے پاس گئے، انھوں نے شکایت کے انداز میں اپنے شک کا اظہار کیا اور کہا کہ بعض لوگ فرضی مدارس کے نام سے چندہ کرتے ہیں، پھر ڈیڑھ لاکھ روپے چندہ میں دیئے۔ مولانا نے وہ رقم کمالِ استغناء کے ساتھ یہ کہتے ہوئے انہیں واپس کردی کہ اظہار شک کا یہ موقع مناسب نہیں تھا، انھوں نے بڑا اصرار کیا لیکن مولانا نے وہ رقم قبول نہیں کی...... پروقار انداز سے چندہ کرنے کے بغیر مدارس کا چلنا بڑا مشکل ہے، لیکن جہاں دینے والے کے تیور میں تحقیر کا شائبہ بھی ہو، وہاں اس کی رقم کو مسترد کردینا خود اس کے اور اپنے دین بچانے کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ اللہ کا دین ہے، وہی اسے زندہ رکھتا رہا ہے اور رکھے گا، کسی کی جان اور کسی کا مال اگر اس کے لیے قبول ہو جائے تو یہ اس کی خوش قسمتی ہے۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد مولانا مفتی ضیاء الحق صاحب سے تفصیلی گفتگو رہی، وہ مفتی زین العابدین صاحب کے داماد ہیں اور تبلیغی جماعت کے امیر دوم مولانا محمد یوسف کاندھلوی، حضرت مولانا رسول خان اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی صحبت اٹھا چکے ہیں۔ انھوں نے دیر تک ان بزرگوں کے ایمان پرور واقعات سنا کر قلب کو حرارت اور جذبے کو تازگی بخشی۔

اگلا دن جمعہ کا تھا، نماز جمعہ سے پہلے دو جگہ جانا تھا۔ پہلے دار العلوم غفوریہ جناح کالونی گئے۔ جو مولانا صادق الامین صاحب کا قائم کردہ ادارہ ہے جس میں مدرسہ کے ساتھ ساتھ اسکول بھی ہے۔ یہ ادارہ ہمارے خاندان کے مشہور بزرگ حضرت شاہ عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔ یہاں مولانا ناصر الدین صاحب کی اصلاحی مجلس کی اختتامی دعا میں شرکت ہوئی۔ مولانا ناصر الدین صاحب، شاہ علاء الدین شیخوپوری رحمہ اللہ کے خلیفہ ہیں اور علاء الدین صاحب ؒ حضرت شاہ عبدالغفور عباسیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ پنجاب میں ان کا سلسلۂ طریقت کافی پھیلا ہوا ہے۔ وہاں سے جامعہ الدعوت والارشاد گئے جو مولانا اشرف ہمدانی صاحب فیصل آباد کے مشہور عالم ہیں اور ایک زمانے میں شہر کے سب سے مقبول خطیب تھے۔ طبع میں ظرافت ہے، گو اب ضعیف ہو چکے ہیں، لیکن ذوق ظریفانہ کی جھلک اب بھی تازہ ہے، ناشتے کے دسترخوان پر اُنھوں نے کئی علمی لطائف سے لطف اندوز کیا...... میں نے ان سے کہا کہ لفظ اگر اپنے مصداق میں استعمال نہ ہو تو اس کی حرمت پامال ہو جاتی ہے۔ ''علامہ''، ''مفکر اسلام''، ''محقق العصر''، ''عظیم الشان''...... اس طرح کے کئی الفاظ ہیں جو اپنے مصداق میں استعمال نہیں کیے جاتے...... کہنے لگے،

مختلف اہل علم کے نام کے ساتھ القابات کی فہرست دیکھ کر میں نے ازراہ تفنن حضرت مفتی زین العابدین صاحب سے کہا کہ مجھ سے جونیئر علماء کے ساتھ القاب لگ رہے ہیں، میں تو کافی معمر ہوں، لہٰذا میرے نام کے ساتھ بھی کوئی لقب ہونا چاہیے، انھوں نے کہا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ کیا لقب لگانا پسند کریں گے۔ میں نے کہا کہ جامعہ اشرفیہ کے منتظمین نے مولانا رسول خان صاحبؒ کے گھر پر تختی لگائی تھی، جس پر لکھا تھا ''شیخ الکل فی الکل للکل''......میرے نام کے ساتھ لکھا جائے ''شیخ الکل فی الکل بالکل''۔

نماز جمعہ کے بعد مولانا ولی العزیز حسن صاحب کے مدرسہ ''ادارۃ الخیر'' میں جانا طے تھا، اس میں چھٹے درجہ تک کتابیں ہیں اور طلبہ کی اچھی خاصی تعداد ہے، مدرسہ کا یہ دوسرا سال ہے، نماز جمعہ کے بعد طلبہ عموماً نہیں ہوتے لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو مسجد طلبہ سے بھری ہوئی تھی، وہاں ''سلیقہ مندی کے ساتھ رہنے اور طہارت و پاکیزگی'' کے موضوع پر طلبہ کے سامنے کچھ باتیں عرض کی گئیں۔ عصر کے بعد جامعہ شریفیہ میں پروگرام تھا، جس کی بنیاد سات آٹھ سال پہلے شیخ الحدیث مولانا ظریف صاحب نے رکھی تھی، مولانا ظریف صاحب کی صحیح بخاری شریف کی تقریر میری نظر سے گذری ہے جو مختصر اور بڑی جامع ہے، ان کی وفات کے بعد اب مدرسہ کا نظم ان کے صاحبزادے مفتی الیاس صفدر کے پاس ہے جو مدرسہ کے صاف ستھرے ماحول میں شعبہ حفظ اور شعبہ کتب دونوں کو چلا اور بڑھا رہے ہیں۔

مغرب کے بعد جامعہ اسلامیہ محمدیہ میں تقسیم انعامات کا جلسہ تھا، اس کے مہتمم مولانا عبدالرزاق صاحب ہیں، جو جامعہ امدادیہ کے فاضل اور وہاں کئی برس تک نظامت کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ مدرسہ کا یہ پہلا سال ہے، شعبہ کتب درجہ موقوف علیہ تک ہے۔ درجہ موقوف علیہ میں تیس کے قریب طلبہ ہیں، فی الحال مدرسہ ایک مسجد اور کرایہ کے ایک مکان میں قائم ہے۔ جگہ کی تلاش جاری ہے، مناسب جگہ مل گئی تو اُمید ہے کہ یہ فیصل آباد کا ایک بڑا ادارہ بنے گا، یہاں ''دینی مدارس کی اہمیت'' پر چند گذارشات عرض کرنے کا موقع ملا۔

عشا کے بعد جامعہ اسلامیہ امدادیہ کا پروگرام طے تھا، جامعہ کے استاذ حدیث مولانا زاہد صاحب رات کو فیصل آباد میرے پہنچتے ہی جامعہ عبداللہ بن مسعود تشریف لا چکے تھے۔ جامعہ امدادیہ فیصل آباد کا سب سے بڑا مدرسہ ہے اور اس کے فضلاء ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں، وہ اپنے نظم ونسق، تعلیمی ماحول کے اعتبار سے ملک کے ممتاز اداروں میں شمار ہوتا رہا ہے۔ تقریباً ساڑھے نو بجے وہاں پہنچے تو جامعہ کے بانی و مہتمم شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب کافی دیر سے انتظار میں تھے، وہ کافی علیل ہیں، بڑی شفقت ومحبت سے ملے، فرمایا کہ میرے دل میں غائبانہ آپ کے لیے بڑی محبت تھی، الحمدللہ کہ اب ملاقات بھی ہوگئی۔ ان کے صاحبزادے مولانا زاہد صاحب کی خواہش پر طلبہ کے سامنے ''اعتدال'' کے موضوع پر بیان ہوا، میں نے ان سے کہا کہ ''اعتدال اور میانہ روی'' علمائے دیوبند کا ایک ممتاز وصف

ہے لیکن یہ اب رخصت ہوا جا رہا ہے...... مولانا زاہد صاحب ترمذی شریف کی عربی شرح لکھ رہے ہیں، انھوں نے اس کا مسودہ بھی دکھایا، یہاں کا علمی ماحول، طلبہ کی کثرت و رونق اور مدرسہ کی کشادہ جگہ و تعمیرات دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔

۱۴/مئی ہفتہ کے دن صبح آٹھ بجے مجھے اسلام آباد کے لیے روانہ ہونا تھا، اس سے پہلے دو اداروں میں جانا ہوا، پہلے مولانا محمد خان صاحب کے ادارۃ النور میں گئے، وہاں طلبہ کے سامنے مختصر سی گفتگو کی گئی، اس کے بعد جامعہ فاروق اعظم گئے جو مولانا سید نذیر شاہ صاحب کا قائم کردہ ادارہ ہے، اس میں شعبہ بنین اور شعبہ بنات دونوں ہیں اور فیصل آباد کے بڑے مدارس میں اس کا شمار ہوتا ہے، ان کے صاحبزادے مولانا عبداللہ صاحب جامعہ فاروقیہ کے فاضل ہیں وہ روانگی تک ہمارے ساتھ رہے۔

دارالعلوم فیصل آباد میں حضرت مفتی زین العابدین صاحب کی زیارت وعیادت کے لیے جانے کا ارادہ تھا کہ وہ گذشتہ ڈیڑھ دو سال سے سخت علیل تھے، ان کے صاحبزادے اور پوتوں سے تو ملاقات ہوگئی تھی لیکن حضرت کی عیادت کے سلسلے میں فون پر رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی طبیعت زیادہ ناساز ہے اور زیارت مشکل ہے، اسلام آباد پہنچنے کے کچھ دیر بعد مولانا حفظ الرحمان صاحب کا فون آیا کہ حضرت مسافرانِ آخرت میں شامل ہو گئے، حضرت مفتی زین العابدین صاحب علمائے فیصل آباد کے گل سرسبد تھے، دلِ دردمند اور فکر ارجمند رکھتے تھے، ان کی خدمات مدتوں ان کی یاد دلاتی رہیں گی، صنعتی شہر فیصل آباد اب مدرسوں کا شہر بنتا جا رہا ہے، یہاں کے لوگوں میں دینی مدارس کے ساتھ تعاون کا جذبہ پایا جاتا ہے، مدارس کا سلسلہ اسی رفتار سے جاری رہا تو اگلے چند برسوں میں یہ شہر طالبانِ علوم نبوت کا ایک بڑا مرکز بن جائے گا۔

اسلام آباد میں ہمارے عزیز مولانا اسداللہ عباسی نے ۱۹۹۶ میں ''معہد الدراسات'' کے نام سے ایف سکس، تھری مارگلہ روڈ پر ایک مدرسے کی بنیاد رکھی جس میں حفظ قرآن کا بڑا معیاری نظم ہے، اس میں اکثر بچے ان کے آبائی علاقے کے ہیں، اب اس میں درجہ متوسطہ اور درجہ اولیٰ کی کتابیں بھی رکھی گئی ہیں، مجھے وہاں درجہ اولیٰ کے طلبہ کا جائزہ لینا تھا...... مولانا اسداللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خدمت خلق کے جذبے سے نوازا ہے، ان کے پاس مہمان آتے ہیں اور بسا اوقات دو دو تین تین ماہ رہتے ہیں، کئی بیمار ہوتے ہیں، بعضوں کو دفتروں میں کام ہوتا ہے لیکن دفاتر کے قواعد وضوابط سے ناواقف ہوتے ہیں، مولانا جبین پر معمولی شکن لائے بغیر ان مہمانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ بھاگ دوڑ میں مصروف رہتے ہیں...... ان کے مدرسے میں ساٹھ ستر بچے بالکل چھوٹی عمر کے ہیں، ان سب کے کپڑے ہفتہ میں دو بار مولانا کے گھر میں دھلتے ہیں، خدمت وایثار اور دین کی شاعت کے اس طرح کے نمونے جب تک موجود رہیں گے، دینی مدارس کا یہ جال بچھتا اور پھیلتا ہی رہے گا۔ ☆☆☆